ڈاکٹر جمیل احمد
استاد شعبۂ عربی، کراچی یونیورسٹی

# فرنگی محل کے تین مایۂ ناز فرزند اور ان کی مطبوعات و مخطوطات

اسلام اور کلام اللہ کی بدولت عربی زبان جزیرہ نمائے عرب سے نکل کر مصر و مراکش اور کئی دوسرے افریقی ممالک کی زبان بن گئی - ان ممالک نے تو کلیۃً قبول اسلام کے بعد عربی زبان و ثقافت کو اپنا لیا - لیکن جن ممالک نے اپنی مادری زبان کو باقی رکھا وہاں بھی اسلام کے طفیل عربی زبان و ثقافت کے گہرے نقوش آج بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔ اٹھارہویں اور انیسویں صدی عیسوی میں جبکہ مسلمانان عالم سیاسی و معاشرتی ادبار اور علمی و تہذیبی زوال سے دوچار تھے، اس وقت بھی اس غیر منقسم برصغیر میں سندھ سے لیکر آسام و بنگال اور جنوبی ہند سے لے کر شمالی علاقوں کے اکثر شہروں اور قصبوں میں علماء کرام عربی زبان اور اسلامی علوم و فنون کی شمعیں فروزاں کئے ہوئے تھے[1]

---

[1] انھیں قصبات میں امروہہ، امیٹھی، بڈھانہ، بلگرام، تھانہ بھون، چریاکوٹ، خیرآباد، دیوبند، سنبھل، سندیلہ، شمس آباد، صفی پور، قنوج، کاکوری، کاندھلہ، کرانہ، گوپامئو، مچھلی شہر اور نانوتہ ہیں یہ تو صرف ایک صوبہ کے چند معروف قصبات ہیں جو بطور مثال درج کئے گئے ہیں۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ نزہۃ الخواطر و بھجۃ المسامع والنواظر از سید عبدالحئی لکھنوی، دائرۃ المعارف، حیدرآباد دکن (۸ جلدیں) اور حرکۃ التالیف باللغۃ العربیۃ فی الاقلیم الشمالی الہندی از صاحب مضمون، دمشق، ۱۹۷۷ء۔

حالانکہ برطانوی استعمار کے ہاتھوں مسلمانوں اور بالخصوص عربی زبان اور اسلامی علوم کی خدمت کرنے والوں کی معاشی و سماجی حالت بد سے بدتر کر دی گئی تھی اور کسب رزق کے تمام سرکاری ذرائع ان پر مسدود کر دیئے گئے تھے۔

اکثر علماء اور بہت سے خانوادے تدریس وافادہ کے ساتھ ساتھ عربی زبان میں تصنیف وتالیف کا کام بھی پورے خلوص اور للہیت سے کر رہے تھے، حالانکہ عربی کبھی ان کی مادری زبان یا ان کے علاقے کی سرکاری زبان نہیں تھی۔ یہی نہیں بلکہ یہ حضرات عربی زبان وثقافت کے مراکز سے سیکڑوں اور ہزاروں میل دور ہونے کی وجہ سے وہاں کے ادبی ولسانی تطورات development سے بالکل بے خبر تھے۔ حیرت ہوتی ہے کہ اس کے باوجود ان کی تالیفات زبان کی صحت کے اعتبار سے بلند معیار کی حامل ہیں۔

انھیں علمی خانوادوں میں سے ایک فرنگی محل کا خانوادہ بھی ہے جو ہندوستان کے شمالی صوبہ اتر پردیش (U.P) کے دارالحکومت لکھنؤ میں ایک احاطہ کے اندر چند گھروں پر مشتمل ہے۔ فرنگی محل کہلانے کی وجہ یہ ہے کہ دہ مغلیہ دور میں ایک فرنسیسی تاجر کا تجارتی محل تھا جب تاجر فرانس چلا گیا یا اس کی وفات ہوگئی تو مغل بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر (۱۰۶۹-۱۱۱۹ھ/۱۶۵۸-۱۷۰۷ء) نے اس محل کو شیخ ملا قطب الدین انصاری سہالوی شہید (م ۱۱۰۳ھ/۱۶۹۱ء)[۲] کے خاندان کے حوالے کر دیا جو آج تک اسی خاندان کی ملکیت ہے، اسی محل میں ملا قطب الدین کے صاحبزادہ ملا نظام الدین فرنگی محلی لکھنوی نے مسند تعلیم وتدریس بچھائی جو آج تک باقی ہے۔ فرنگی محل کا یہ مدرسہ بہت جلد مرکز علم وفضل کی حیثیت سے سارے برصغیر میں مشہور ہوگیا۔ یہاں سے خصوصاً اس خاندان فرنگی محل سے بڑے بڑے نامور علماء وفضلاء اٹھے جو آسمانِ علم کے آفتاب و ماہتاب سمجھے جاتے ہیں۔

---

۲ ملائے شہید کے حالات کے لئے ملاحظہ ہو سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان از سید غلام علی آزاد بلگرامی، بمبئی ۱۳۰۳/۱۸۸۴ ص۷۶، مآثر الکرام فی تاریخ بلگرام، دفتر اول از سید غلام علی آزاد، مطبعۂ مفید عام آگرہ ۱۹۱۰ء ص ۲۰۹-۲۱۰، ابجد العلوم از نواب صدیق حسن خان۔ مطبعۂ صدیقیہ بھوپال ۱۲۹۶، ص ۹۰۴-۹۰۵ مقالات شبلی جلد سوم، معارف اعظم گڑھ، ص ۱۰۳-۱۰۴ - حدائق الحنفیہ از فقیر محمد جہلمی، نولکشور لکھنؤ ۱۹۰۶ء ص ۴۲۹۔

میں تفصیل میں نہیں جانا چاہتا کیونکہ اس کے لئے ایک مستقل کتاب چاہیئے ۔ یہاں صرف اس خاندان کے تین مایۂ ناز شخصیتوں کا مختصر تعارف اور ان کی عربی مطبوعات و مخطوطات کے متعلق معلومات فراہم کرنا مقصود ہے ۔

۱۔ شیخ ملا نظام الدین انصاری فرنگی محلی ۳ھ :

برصغیر ہند و پاک میں علوم نقلیہ اور فنون عقلیہ کے ماہرترین اساتذہ میں شمار ہوتا ہے ۔ صاحب نزہتہ الخواطر مولانا سید عبد الحئی لکھنوی لکھتے ہیں کہ ان کے زمانے میں معقولات و منقولات میں ان کا کوئی نظیر و ثانی نہیں تھا یہ عالم بے بدل ضلع بارہ بنکی کے ایک مشہور و معروف قصبہ سہالی میں ۱۰۹۰ھ مطابق ۱۶۷۹ء میں پیدا ہوئے ۔ بیشتر درسی کتابیں اپنے والد بزرگوار کے نامور شاگرد حافظ امان اللہ بنارسی متوفی ۱۱۳۳ھ/۲۱-۱۷۲۰ء سے پڑھیں ۴ھ پھر شیخ غلام نقشبند لکھنوی متوفی ۱۱۲۶ھ/۱۷۱۴ء ۵ھ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا اور نصوص ادبیہ کے ساتھ ہیئت کی

---

۳ھ تفصیلی حالات کے ملاحظہ فرمائیں : سبحۃ المرجان ۹۴-۹۵، مآثر الکرام ۲۲۰-۲۲۴، ابجد العلوم ۹۱۱ ؛ حدائق الحنفیہ ۴۴۵، تذکرہ علمائے ہند از رحمان علی، نولکشور لکھنؤ ۱۹۱۴ء، ص ۲۴۱-۲۴۲؛ نزہتہ الخواطر ۳۸۳/۶-۳۸۵؛ الثقافۃ الاسلامیۃ فی الہند از سید عبد الحی لکھنوی، دمشق ۱۹۵۸ء، ص ۱۶-۱۷؛ بروکلمان ملحق لیمان ۹۲۶/۱ -

۴ھ مشہور فقیہ، اصولی، منطقی اور متکلم ہیں، میر باقر داماد استر آبادی متوفی ۱۶۳۱ء اور علامہ محمود جونپوری متوفی ۱۶۵۲ء کے درمیان جب حدوث دھری کے مسئلہ پر مناظرہ ہوا تھا تو ثالث کے فرائض امان اللہ بنارسی نے ہی انجام دیئے تھے ۔ ان کی مشہور کتاب المضمر فی الاصول ہے، خود ہی اس کی شرح لکھی دو مخطوطے ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال، کلکتہ میں ۹۰۲، اور رائل ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال، کلکتہ میں ۵-۴ کے تحت موجود ہیں ان کی دوسری مشہور کتاب شرح التسویہ رامپور میں ہے جس کا نمبر ۳۸۸ (علم الکلام) ہے تفصیلی حالات کے ملاحظہ ہو: سبحۃ المرجان ۸۷؛ مآثر الکرام ۲۱۲-۲۱۳، ابجد العلوم ۹۰۶) حدائق الحنفیہ ۴۳۶، تذکرۂ علماء ہند ۲۷، نزہتہ الخواطر ۳۹/۶ الثقافۃ ۱۲۵-۱۷۲، ۲۳۵-۲۶۵ -

۵ھ اپنے زمانے میں نحو، لغت ۔ ایام عرب کے امام اور عربی شعر گوئی میں ماہر سمجھے جاتے تھے ۔ ان

مشہور کتاب الرسالۃ القوشجیۃ پڑھی۔ ۲۵ سال کی عمر میں تحصیل علم سے فارغ ہوکر فرنگی محل میں اپنا مدرسہ قائم کیا اور تدریس و تالیف میں ہمہ تن مشغول ہوگئے۔ آپ کی وسعت علم اور دل آویز طریقۂ تدریس کا شہرہ جلد ہی غیر منقسم ہند کے دور دراز علاقوں تک پہنچ گیا جس کی وجہ سے ہر طرف سے طالبان علم کھنچتے چلے آئے اور فرنگی محل مرکز علم و ادب کی حیثیت اختیار کرگیا۔

ملا نظام الدین نے اپنی زندگی تدریس و تالیف میں گذار دی۔ لیکن ان کا سب سے بڑا کارنامہ ان کا وضع کردہ "درس نظامی" ہے جو قدرے ترمیم و تعدیل کے ساتھ آج تک پورے برصغیر کے عربی مدارس میں پڑھایا جاتا ہے[۶]۔ آپ بڑی متوازن شخصیت کے مالک تھے آپ کی ذات میں عزت نفس اور کسر نفسی کا بڑا خوبصورت امتزاج پایا جاتا تھا، امراء و اغنیاء سے اگر ایک طرف بڑے وقار کے ساتھ ملتے تو دوسری طرف فقراء و غرباء سے بڑے انکسار اور تواضع سے پیش آتے۔ آزاد بلگرامی نے ان سے ملاقات کی تھی، وہ ان کی نیک طینتی اور للہیت و خلوص سے متأثر ہوکر لکھتے ہیں:

"وکان یلمع فی جبینہ نور التقدیس"[۷]

آپ کی مؤلفات جو متعدد لائبریریوں میں مخطوطات کی شکل میں موجود ہیں۔ یہ ہیں:

---

کی تصنیفات کے قلمی نسخے رامپور، بانکی پور، ندوہ اور انڈیا آفس کی لائبریریوں میں موجود ہیں۔ حالات زندگی کے لئے ملاحظہ کریں سبحۃ المرجان ۷۸-۷۹؛ مآثر الکرام ۲۱۳-۲۱۶؛ ابجد العلوم ۹۰۶؛ حدائق حنفیہ ۴۳۵، تذکرۂ علماء ہند ۱۵۸-۱۵۹؛ ایضاح المکنون از اسمٰعیل پاشا بغدادی۔ مطبعۂ بہیہ استنبول ۱۹۴۵ء، ۲/۱۸۷؛ ہدیۃ العارفین از اسمٰعیل پاشا بغدادی۔ مطبعۂ بہیہ استنبول ۱۹۵۱ء، ۱/۸۱۳؛ نزہتہ الخواطر ۶/۲۱۲-۲۱۴؛ الثقافۃ الاسلامیۃ ۱۶۹-۱۷۰۔

۶ درس نظامی کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: الثقافۃ الاسلامیۃ، المنہاج اور حرکۃ التالیف باللغۃ العربیہ ص ۸۲-۸۷۔

۷ سبحۃ المرجان ص ۹۵۔

۱۔ "الصبح الصادق شرح المنار" : اصول فقہ میں ۴۹۳ صفحہ کی کتاب ہے، رامپور کے کتب خانہ میں موجود ہے نمبر ۸۰ ہے:

۲۔ "شرح کتاب التحریر" : کتاب التحریر ابن ہمام کی ہے جو اصول فقہ میں ہے۔ بنگال ایشاٹک سوسائٹی آف بنگال کلکتہ) کی لائبریری میں موجود ہے، نمبر ۵۳۶ ہے۔

۳۔ "الفوائد العظمی" محب اللہ بہاری کی مشہور کتاب مسلم الثبوت کی شرح ہے جو دو جلدوں میں ہے اور انڈیا آفس، بنگال، کتب خانہ آصفیہ، کتب خانہ ریاست رامپور اور بانکی پور پٹنہ کی لائبریری میں موجود ہے۔

۴۔ "الشرح الطویل" مسلم الثبوت کی دوسری شرح ہے اور فرنگی محل کی لائبریری میں موجود ہے

۵۔ "الرسالۃ فی وضوء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" یہ بھی فرنگی محل میں موجود ہے۔

۶۔ "الحاشیہ علی شرح العقائد العضدیہ" بانکی پور کی لائبریری میں برقم ۵۵۶ موجود ہے۔

۷۔ شرح الرسالہ المبارزیۃ فی العقائد الاسلامیہ" رامپور برقم ۱۹۵۔

۸۔ الحاشیۃ علی الحاشیۃ القدیمۃ" کلام وعقائد میں ہے، رامپور میں برقم ۴۶ محفوظ ہے۔

۹۔ "الحاشیۃ علی شرح ہدایۃ الحکمۃ" یہ ہندوستان کی متعدد لائبریریوں میں موجود ہے۔ ایک نسخہ پیشاور (دارالعلوم اسلامیہ، پیشاور) کی لائبریری میں بھی برقم ۱۶۷۷ موجود ہے۔

۱۰۔ الحاشیۃ علی الشمس البازغہ" اس کے قلمی نسخے دہلی اور بانکی پور میں موجود ہیں۔

(۲) بحرالعلوم عبدالعلی فرنگی محلی ؒ[۵]

بانیٔ درس نظامی ملا نظام الدین کے نامور فرزند اور ممتاز ترین شاگرد ہیں ۱۱۴۴ھ مطابق ۱۷۳۱ء

---

۵ حالات زندگی کے لئے ملاحظہ ہو ابجد العلوم ۹۲۷؛ ایضاح المکنون ۲/ ۴۸۱؛ ہدیۃ العارفین ۱/ ۵۸۶-۵۸۷؛ تذکرۂ علماء ہند ۱۲۲-۱۲۳؛ حدائق الحنفیہ ۴۶۷؛ مقالات شبلی ۳/ ۱۱۹-۱۲۵؛ معجم المطبوعات از یوسف سرکیس مصر ۱۹۲۸ء، ص ۵۴۱؛ النزہۃ ۷/ ۲۸۲-۲۸۷؛ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام، لیدن ولندن ۱۹۱۳-۱۹۳۴ بعنوان بحرالعلوم، حدیقۃ المرام فی تذکرۃ العلماء الاعلام از محمد مہدی واصف مدارسی، مظہر العجائب پریس مدراس ۱۸۶۲ء، برقم ۱۰۵؛ بروکلمان ملحق ۲/ ۶۲۴؛ علم وعمل از معین الدین افضل گڑھی، کراچی ۱۹۶۰ء، ۱/ ۷۴-۷۵۔